(١٥)

٤ . ٤ : ٣ ھ
١٢ ، ٤ ، ٣٠ ھ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حدیث شریف میں ہے "ثلاثة جدهن جد وهزلهن جد الطلاق والنكاح والرجعة" تو اس روسے اسٹیج شو، ڈراموں اور فلموں میں جو نکاح کیا جاتا ہے یہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟
اسی طرح اگر نکاح پہلے سے ہو چکا ہو، اور پھر اسٹیج شو اور ڈرامہ کرتے ہوئے طلاق دیں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلے کو واضح کریں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ بعض بیماریاں جیسے ہیپاٹائٹس، ٹی بی (دمہ) وغیرہ متعدی ہوتی ہیں، آیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ اور اس کا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے؟

المستفتی ذاکر عمر بن حاجی عمر علی درجہ سادسہ ن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ واضح رہے کہ نکاح، طلاق، رجعت وعتاق ایسے معاملات ہیں کہ ان کا وقوع سنجیدگی، غیر سنجیدگی، عمداً، خطاءً، جانتے ہوئے یا انجانے میں، ہر حال میں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسٹیج شو یا فلم، ڈراموں میں جو نکاح کا عمل کیا جاتا ہے یا طلاق دی جاتی ہے، اس کا وقوع ہو جاتا ہے۔

وكذا كونه جاداً ليس بشرط فيقع الطلاق الهازل به والطلاق واللاعب لما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: "ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والعتاق".
(بدائع الصنائع: كتاب الطلاق: فصل النية في الطلاق الكناية، ٣/ ١٦٠، رشيدية)
(وكذا في الدر مع الرد: كتاب الطلاق، ٤/ ٤١٩، ٤٢١، دار المعرفة بيروت)
(وكذا في الفتاوى العالمگيرية: كتاب الطلاق، ٣/ ١٦٠، رشيدية)
قال القاضي: إتفق أهل العلم على أن طلاق الهازل يقع. فاذا جرى صريح لفظة الطلاق على لسان العاقل البالغ لا ينفعه أن يقول: كنت فيه لاعباً أو هازلاً لأنه لو قبل ذلك منه لتعطلت الأحكام.
(مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثاني، رقم ٣٢٨٥، ٦/ ٤٢٧، رشيدية)
(بذل المجهود: كتاب النكاح، باب في الطلاق على الهزل، ٤/ ٦٨، امدادية)
(تحفة الأحوذي: كتاب الطلاق، باب ما جاء في الجد والهزل في الطلاق، ٤/ ٣٦٢، مطبعة الفجالة)

۲۔ زمانہ جاہلیت میں یہ خیال عام تھا کہ اگر کسی شخص کو کوئی بیماری ہے، تو دوسرا کوئی شخص اس کے ساتھ اٹھے، بیٹھے گا تو پہلے کی بیماری دوسرے میں سرایت کر جائیگی۔ لہٰذا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال باطل کو رد فرماتے ہوئے فرمایا کہ "یہ

Scanned by CamScanner

جامعہ فاروقیہ دارالافتاء

Date 20

خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا بلکہ بیماری کا کسی کو لگنا مشیئت باری عزوجل سے متعلق ہے۔ جس طرح سب سے پہلا شخص بیمار ہوا تھا اسی طرح دوسرا شخص بھی بیمار ہوسکتا ہے۔ الغرض بیماری کے متعدی ہونے کے عقیدے کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ جب بیماری کے متعدی ہونے کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں تو احادیث مبارکہ میں جذامی شخص سے بھاگنے کے بارے میں کیوں ارشاد فرمایا گیا۔ تو اس بارے میں عرض ہے کہ اس جیسی احادیث کے علاوہ احادیث مبارکہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا ہے۔ لہٰذا تعارض وتضاد ہوگیا۔ اس تضاد کے دور کرنے کیلئے وتطبیق میں محدثین عظام رحمہم اللہ کی بے شمار توجیہات کتب میں مذکور ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث مبارکہ میں تعدّی مرض کی نفی کی گئی ہے ان کا حکم اپنے عموم واطلاق پر ہی ہے۔ البتہ جن احادیث مبارکہ میں بیمار شخص سے مخالطت ومجالست سے منع کیا گیا ہے۔ وہ ممانعت ایسے شخص کے لیے ہے جو وہمی ہو، وساوس کا شکار بآسانی ہو جاتا ہو۔ تاکہ ایسے افراد شرک جیسی لعنت میں نہ پھنس جائیں۔ مثلاً کوئی شخص کسی بیمار کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اور اس نے اس کے ساتھ مخالطت ومجالست کو جاری رکھا، پھر اسی دوران بتقدیرِ الٰہی وہ خود اسی مرض میں مبتلا ہوگیا، تو یہ بات بعید نہیں کہ وہ اس وہم اور اعتقاد میں پھنس جائے کہ اس بیمار کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے میں اس بیماری میں مبتلا ہوا ہوں، اس وہم سے بچانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی سے دور رہنے کا حکم دیا، اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس قسم کے اوہام و وساوس سے محفوظ ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا۔

الغرض! مرض کے متعدی ہونے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ عقیدے کے تحفظ کے ساتھ بیمار کی تیمار داری، اس کی دل جوئی مطلوب ومحمود ہے۔ البتہ بیماری اس نوعیت کی ہو کہ اس کی حالت وبو، مزاج وطبیعت کے موافق نہ ہو تو اس سے اجتناب طبّی نقطہ نظر اور حفظانِ صحت کے تحت ہوگا نہ کہ بیماری کے متعدی ہونے کے تحت۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر، وفرّ من المجذوم كما تفر من الأسد.

(مشكوة المصابيح، باب الفال والطيرة، الفصل الاول، ٣/ ١٥٠، دار الكتب العلمية)

عن جابر رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة، وقال: كل ثقة بالله، وتوكلا عليه. رواه ابن ماجه۔

(مشكوة المصابيح، كتاب الطب، باب الفال والطيرة، الفصل الثاني، ٣/ ١٥١، رقم ٤٥٨٥، دار الكتب العلمية)۔

(۔۔۔۔جاری ہے)

HAMDAM PRODUCT KARACHI

Scanned by CamScanner

في فتح الباري: .... الخامس: أن المراد بنفي العدوى أن شيئا لا يعدي بطبعه نفيا لما كانت الجاهلية تعتقده أن الأمراض تعدي بطبعها من غير إضافة إلى الله، فأبطل النبي صلى الله عليه وسلم اعتقادهم ذلك وأكل مع المجذوم ليبين لهم أن الله هو الذي يمرض ويشفي ونهاهم عن الدنو منه ليبين لهم أن هذا من الأسباب التي أجرى الله العادة بأنها تفضي إلى مسبباتها، ففي نهيه إثبات الأسباب، وفي فعله إشارة إلى أنها لا تستقل بل الله هو الذي إن شاء سلبها قواها، فلا تؤثر شيئا وإن شاء أبقاها فأثرت.

(فتح الباري: كتاب الطب، باب الجذام، ١٠/ ١٩٨، رقم ٥٧٠٧، قديمي)

قوله: (لا عدوى) أي: وكانوا يظنون أن المرض بنفسه يعدي فأعلمهم النبي صلى الله عليه وسلم أن الأمر ليس كذلك، وإنما الله عز وجل هو الذي يمرض وينزل الداء. ولهذا قال: فمن أعدى الأول؟ أي: من أين صار فيه الجرب؟

(عمدة القاري: كتاب الطب، باب الجذام، ٢١/ ٣٦١، دار الكتب العلمية)

(كذا في مرقاة المفاتيح: كتاب الطب والرقى، ٨/ ٣٤٣، رقم ٤٥٧٧، رشيدية)

(كذا في بذل المجهود: كتاب الطب، باب ما جاء في الطيرة، ٦/ ١٢، امدادية)

(كذا في تحفة الأحوذي: كتاب الطب، باب ما جاء في الطيرة، ٥/ ٢٣٠، مطبعة الفجالة). فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد دسكوي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

١١/ ٣/ ١٤٣٠ هـ

٨/ ٣/ ٢٠٠٩ م

الجواب صحيح

سميع الله

١٨/ ٣/ ١٤٣٠هـ

الجواب صحيح

[illegible] عفا

١٨/ ٣/ ٣٠هـ

جامعة فاروقية [illegible]